132832 - وقتی طور پر حمل روکنے کے لیے ٹیکہ لگوانے کی بنا پر خون جاری ہوجائے تو کیا حکم ہوگا ؟

سوال

میری ایك قریبی رشتہ دار عورت جس کی عمر تیس برس ہے اور وہ شوگر اور بلڈ پریشر کی مریضہ ہے پچھلے برس اسے ہارٹ اٹیك بھی ہوا جس کی بنا پر اس کی صحت اچھی نہیں رہی، اس نے تین ماہ کے لیے مانع حمل ٹیکہ لگوایا اور مقررہ وقت پورا ہونے سے قبل رمضان سے قبل مستقل طور پر تھوڑا تھوڑا خون جاری ہونا شروع ہوگیا اور رمضان ختم ہونے کے بعد تك جاری رہا.
اس مدت میں وہ نماز بھی ادا کرتی رہی اور روزے بھی رکھتی رہی، وہ کہتی ہے کہ اس نے سولہ روزوں کی قضاء بھی کی ہے، اس حالت میں یہ ٹیکہ لگوانے کا حکم کیا ہے اور کیا وہ نماز روزے کی قضاء کریگی یا اس کے ذمہ کیا واجب ہوتا ہے، اور اس کی عمومی حالت کے بارہ میں کیا حکم ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

وقتی طور پرحمل کو روکنے کے لیے کوئی بھی وسیلہ استعمال کرنا جائز ہے، لیکن اس میں صحت کا خیال رکھا جائیگا کہ وہ وسیلہ عورت کی صحت پر اثرانداز نہ ہو، اور اس عورت کے لیے مانع حمل وسیلہ استعمال کرنا جائز ہے جو حمل کو برداشت نہیں کر سکتی.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" کسی شرعی مصلحت کی خاطر وقتی طور پر مانع حمل اسباب استعمال کرنا جائز ہیں " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (9 / 434).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر حمل کو منظم کرنا یا حمل میں تاخیر کرنے کا سبب عورت کی صحت کی بنا پر ہو کہ مثلا عورت خاص حالت میں حمل اور ولادت کی طاقت نہیں رکھتی یا پھر بیماری کی بنا پر اس کے لیے حمل و ولادت مشکل ہے تو وقتی طور

پر حمل کو روکنے کے لیے کوئی دوائی وغیرہ استعمال کرنے میں کوئی مانع نہیں، تا کہ اس کی حالت اچھی ہو جائے اور اس کے لیے حمل و ولادت میں مشقت نہ ہو " انتہی

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الفوازن (20/ 89).

دوم:

یہ عورت استحاضہ میں ہو، اور اسے اپنی ماہواری کے سابقہ ایام کا علم ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ: وہ سابقہ ماہواری کے ایام میں نماز روزہ ترک کریگی، اور جب ماہوائی کی مدت گزر جائے تو وہ غسل کر کے نماز اور روزہ کی پابندی کریگی.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر کسی کو خون جاری ہو جائے تو وہ نماز روزہ کی ادائیگی کیسے کریگی ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس طرح کی عورت جسے خون جاری ہو جائے اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی سابقہ عادت ماہواری کے ایام میں نماز روزہ ترک کریگی، یعنی اس حالت سے پہلے جتنے ایام ماہواری آتی تھی اتنے دن نماز روزہ کی ادائیگی نہیں کریگی اگر اس کی عادت یہ تھی کہ مہینہ کے ابتدا میں اسے چھ یوم تك ماہواری آتی تھی تو وہ ہر مہینہ کے ابتدائی چھ ایام میں نماز روزہ ترک کریگی، اور جب مدت پوری ہو جائے تو وہ نماز روزہ کی باپندی کریگی.

اس طرح کی عورت کی نماز کی کیفیت یہ ہوگی کہ وہ اپنی شرمگاہ کو اچھی طرح صاف کر کے دھوئےگی اور وضوء کر کے نماز ادا کریگی، جب نماز کا وقت ہو جائے تو وہ ایسا کرے اس سے قبل نہیں، بلکہ وقت ہونے کے بعد دھوئے اور وضوء کرے پھر نماز ادا کر لے.

اور اسی طرح اگر وہ فرائض کے اوقات کے علاوہ نوافل ادا کرنا چاہتی ہو تو بھی ایسا ہی کرے، اس حالت میں اور مشقت ہونے کی بنا پر ایسی حالت والی عورت کے لیے ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی کرنا جائز ہے، اور مغرب اور عشاء بھی اکٹھی کرکے ادا کر سکتی ہے.

تا کہ وہ دونوں نمازوں کے لیے ایك ہی بار شرمگاہ دھو کر وضوء کرے، یعنی پانچ بار کی بجائے تین بار کرے، ایك بار تو ظہر اور عصر دونوں اور دوسری بار مغرب اور عشاء دونوں کواکٹھا ادا کرنےکے لیے اور تیسری بار فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی و رسائل ابن عثیمین (11 / 220).

سوم:

آپ نےسوال میں بیان کیا ہے کہ یہ عورت خون جاری ہونے کی مدت کے دوران نماز روزہ ادا کرتی رہی ہے، اس کے بارہ گزارش یہ ہے کہ حیض کی حالت میں تونماز صحیح نہیں اور نہ ہی اس پر نماز قضاء لازم ہے، کیونکہ حائضہ عورت نماز کی قضاء نہیں کرتی.

رہے روزے تو ماہواری کی حالت میں روزے رکھنا بھی صحیح نہیں، لیکن اس پر ان روزوں کی قضاء لازم ہوگی، اس نے سولہ روزوں کی قضاء بھی کی ہے، اس لیے اگر تو یہ ایام حیض تھے یا پھر اس سے زائد تو اس نے اس پر جو واجب تھا اس کی ادائیگی کر دی ہے اس سے زائد اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر اس کے ماہواری کے ایام اس سے زائد تھے تو جتنے ایام باقی ہیں وہ ان کی بھی قضاء میں روزے رکھے گی.

واللہ اعلم .